Dareecha-e-Tahqeeq
دریچۂ تحقیق
ISSN PRINT 2958-0005 ISSN Online 2790-9972
VOL 3, Issue 4
www.dareechaetahqeeq.com dareecha.tahqeeq@gmail.com

ڈاکٹر تحسین بی بی

صدر شعبہ لسانیات وادبیات اردو قرطبہ یونیورسٹی آف سائنس اینڈ انفارمیشن ٹیکنالوجی، پشاور

ڈاکٹر کفایت اللہ

اسسٹنٹ پروفیسر، شعبہ لسانیات وادبیات اردو قرطبہ یونیورسٹی آف سائنس اینڈ انفارمیشن ٹیکنالوجی، پشاور

سفر نامہ"ذوقِ پرواز"میں تہذیبی و ثقافتی اقدار کی پیش کش

Dr. Tahseen Bibi
Head, Department of Linguistics and Urdu Literature Qurtuba University of Science and Information Technology, Peshawar
Dr. Kifayatullah
Assistant Professor,
Department of Linguistics and Urdu LiteratureQurtuba University of Science and Information Technology, Peshawar

The Representation Of Civilizational And Cultural Values In The Travelogue “Zauq-E-Parwaz”

In the modern era of Urdu itinerary, Dr. Fasihuddin Ashraf's writing "Zoq.e Prwaz “is important. In this itinerary, he describes the civilization of these countries in great detail, along with the journey of more than 50 countries. These include China, Miser, Malaysia, Norway, Urdan, Australia, New Zealand, Japan, etc. These journals are the most important in offering culture and cultural values, which not only gives awareness of many civilizations, but also it compares to the civilization of Pakistan, and many new aspects are exposed. These trip names give a deep mirror of reality and social values; all these points are presented in the article under consideration.
Keywords: Zauq-e-Parwaz**,** civilization, social values, cultural values, Civilization

فرنامہ ایک مرکب لفظ ہے جو عربی زبان سے ماخوذ ہے۔ سفر ایک مقام سے دوسری جگہ جانے کو کہتے ہیں نامہ خط کو کہا جاتا ہے جو روزنامچہ ڈائری یا بیاض کہلاتا ہے جو سفر کے مشاہدات و حالات کو تاریخ وار درج کرنے کے کام آتا ہے۔سفر انسانی زندگی کی ایک ضرورت اور حقیقت ہے جس سے مسافت طے کرنے اور ایک جگہ سے دوسری جگہ کوچ کرنے کے معنٰی مراد لیے جاتے ہیں۔ سفر نامہ نگار دورانِ سفر یاواپسی پر جو اپنے ذاتی تجربات ، مشاہدات و تاثرات اور احساسات کو ترتیب دے کر درج کرتا ہے وہ سفر نامہ کہلاتا ہے۔ سفر نامے کا تمام تر موادو مآخذ مسافر کے گردوپیش میں بکھرے ہوئے مناظر و واقعات اور مشاہدات پر مبنی ہوتا ہے۔سفر نامہ لکھنے کا رجحان نہ صرف اردو بلکہ دنیا کی ہر زبان میں پایا جاتا ہے جو تاریخی رجحان کی ایک کڑی ہے دنیا کی تمام زبانوں میں سفر نامے لکھے اور شائع کیے جاتے ہیں۔

اردو ادب میں جدید صنفِ سفر نامہ نگاری میں ڈاکٹر فصیح الدین اشرف کا سفر نامہ " ذوقِ پرواز " دنیا کے مختلف ادوار کی تاریخی، معاشرتی، جغرافیائی، سیاسی، تہذیبی ،ادبی اور مذہبی حالات کی خصوصیت کا وہ آئینہ ہے جس سے قوم کے افراد اپنے ماضی سے واقفیت رکھتے ہوئے حال سے موازنہ کرتے ہیں اور مستقبل کے بارے میں منصوبہ بندی کرتے ہیں۔اس سفر نامہ کے مطالعہ کے ذریعے ان تمام ممالک کے حالات وواقعات اور وہاں کی تہذیب وثقافت سے آشنائی ہوتی ہے جن سے مسافر گزرتا ہے اور ان تمام مناظر کا باریکی سے جائزہ لیتا ہے۔سفر نامہ " ذوقِ پرواز "میں کل انتالیس(

)سفر نامے شامل ہیں یہ کتاب دو(2)حصوں پر مشتمل ہے ۔ حصہ اول کے پہلے حصہ میں ملکی وغیر ملکی سفروں کی داستان سفر ناموں کی صورت میں موجود ہے اور دوسرے حصے میں ان کے 11 کالمی سفر نامے شامل ہیں ۔ڈاکٹر فصیح الدین اشرف نے پچاس کے قریب ممالک کا سفر کیا اوراس سفر نامہ میں ان کے اندرون ملک اور بیرونی ممالک بالخصوص جاپان، امریکہ ، ناروے ، بحرین، آسٹریلیا ، مصر ، سعودیہ ، چین ، سنگاپور ، قطر ، جنوبی افریقہ ، کینیڈا، پولینڈ ، اردن ، ملائیشیا کے سفر کی روداد اور ان کے حالات وواقعات موجود ہیں۔ سفر نامہ میں کئی منظر نامے ملتے ہیں اور مزید در وا ہوتے ہیں۔یہ مجموعہ ہماری تہذیب وثقافت،تاریخ نگاری، سیاسی وسماجی ترقی، مذہبی اقدار اور ہمارے ارد گرد پھیلے مسائل اور ہماری زندگی کے حالات واقعات کا مکمل احاطہ کیے ہوئے ہے ۔

ڈاکٹر فصیح الدین اشرف نئے مغربی علوم سے واقف ہیں اور مشرقی مزاج سے بھی بخوبی آگاہ ہیں۔بطور سفر نامہ نگار ان کی علمیت کو اگر کسی ایک اصطلاح میں سمیٹا جا سکتا ہے تو وہ مشرق ومغرب کے امتزاج و تہذیب کی اصطلاح ہے،اُردو سفر نامہ یورپی تہذیب و ثقافت،علوم وفنون سے آگہی اور مشرقی روایات سے لگاؤ کے ایسے انضمام کی مثال پیش کرنے سے قاصر ہے۔اس کے علاوہ سفر نامے میں تاریخ، تہذیب، برصغیر کی تقسیم، پاکستان کے ستر سالوں کی لڑکھڑاتی صورت حال، پاکستان کے سیاسی، سماجی ومعاشی مسائل، آمریتی دور کی حشر سامانی، شناختی بحران، موت وحیات کی کشمکش مذہبی شدت پسندی، انسانی رویوں ،اسلامی فوبیا تہذیبی وثقافتی اقدار جیسے کئی موضوعات کو بیان کیا گیا ہے۔

تہذیب عربی زبان کا لفظ ہے۔جس کا مادہ ھذب ہے۔اس کے لغوی معنٰی "درخت تراشنا، کاٹنا اور اصلاح کرنا "کے ہیں۔فارسی زبان میں لفظ تہذیب کے معنٰی"آراستن، پاک ودرست کردن اور اصلاح نمودن "کے ہیں۔ تہذیب سے مراد کسی قوم کے بنیادی نظریات اور افکار کے ہوتے ہیں۔ہر قوم ایک مخصوص طرز زندگی،مختلف عادات و اطوار اور رہن سہن کے طریقوں کے حوالے سے پہچانی جاتی ہے۔یہی وہ خصوصیات ہوتی ہیں جو اسے دوسری اقوام سے ممتاز کرتی ہیں۔تہذیب کے لغوی معنی آراستہ کرنے جبکہ اصطلاحی معنوں میں تہذیب اس منظم طریقے کو کہتے ہیں جس سے کسی کی خوبی،اصلی اور ذاتی حالت سامنے آئے ۔تہذیب میں مذہبی عقائد،رسوم ورواج،اخلاقی اصول اور سماجی تعلقات اہم ستون ہیں۔ان عناصر کے حوالے سے اگر دیکھا جائے تو ہر معاشرے اور ملک کی اقدار، رسوم ورواج وغیرہ کسی نہ کسی حوالے سے دوسرے سے مختلف ہوتے ہیں۔اس کے علاوہ گانے،علاقائی رقص اور زبان وادب بھی تہذیب کے عناصر میں شامل ہیں۔تہذیب کی تعریف اور عناصر کے بارے میں ول ڈیورانٹ لکھتے ہیں:
"تہذیب وہ معاشرتی ترتیب ہے جو ثقافتی تخلیق کو فروغ دیتی ہے۔تہذیب معاشرے کی طرزِ زندگی اور فکرواحساس کی آئینہ دار ہوتی ہے۔چنانچہ زبان،آلات واوزار،پیداوار کے طریقے اور سماجی رشتے،رہن سہن،اخلاق وعادات،رسوم وروایات،علم وادب،حکمت وفلسفہ،عقائد وافسوں،فنونِ لطیفہ،عشق ومحبت کے سلوک اور خاندانی تعلقات وغیرہ کے مختلف مظاہر ہیں۔"(1)
سبط حسن نے تہذیب کی تعریف ان الفاظ میں کی ہے:
"کسی معاشرے کی بامقصد تخلیقات اور سماجی اقدار کے نظام کو تہذیب کہتے ہیں۔"(2)

ثقافت کا لفظ بھی تہذیب کے ساتھ استعمال ہوتا ہے۔ثقافت بھی عربی زبان کا لفظ ہے اور جومادہ ثقف سے بنا ہے۔اس کے معنی "زیر کی دانائی،کسی کام کرنے میں صداقت اور مہارت" کے ہیں۔عربی لغت" لاروس "میں لفظ "ثقف "کے معانی "زیرک دانا اور حاذق شخص "کے بھی ہیں۔اس طرح ثقافت ذہنی اور فکری صلاحیتوں سے متعلق ہے اور تہذیب انداز واطوار کی شائستگی اور نفاست کے مفہوم کو اجاگر کرتی ہے۔جب یہ دونوں الفاظ یکسر مل کے مرکب کی صورت میں استعمال ہو تے ہیں تو ایک ایسے انسان کا نقشہ بناتے ہیں جو آدابِ معاشرت کے ساتھ ساتھ علوم وفنون میں باریک بین اور مہارت رکھتا ہو۔اسی طرح جب یہ الفاظ انسان کے بجائے معاشرے پر منطبق ہوں گے تو مراد ایسا معاشرہ ہو گا جو انداز واطوار کے ساتھ ساتھ علم وفن میں بھی ترقی اور اپنا ثانی نہ رکھتا ہو۔ڈاکٹر جمیل جالبی نے بھی کتاب میں تہذیب وثقافت کے لیے کلچر کے لفظ کو استعمال کیا ہے۔اپنی بات کی وضاحت میں وہ لکھتے ہیں:
"میں نے لفظ ثقافت اور تہذیب کے معانی کو یکجا کر کے ان کے لیے ایک لفظ کلچر کا استعمال کیا ہے جس میں تہذیب اور ثقافت دونوں کے مفاہیم شامل ہیں۔اس کے معنی یہ ہوئے کہ کلچر ایک ایسا لفظ ہے جو زندگی کی ساری سرگرمیوں کی خواہ وہ ذہنی ہوں یا مساوی ،خارجی ہوں یا داخلی احاطہ کر لیتا ہے۔"(3)

سبط حسن نے بھی تہذیب کے لیے کلچر کا لفظ استعمال کیا ہے وہ لکھتے ہیں:

"اردو،فارسی اور عربی میں کلچر کے لیے تہذیب کا لفظ استعمال ہوتا ہے۔"(4)

ڈاکٹر فصیح الدین اشرف کا یہ سفر نامہ " ذوقِ پرواز "ہماری اس تہذیب و تمدن کا اشاریہ ہے جس سے آج بھی ہمارا رشتہ قائم ہے اور بطور قوم اس میں ہماری ثقافتی و معاشرتی زندگی کی حقیقی تصویریں ہیں۔ درحقیقت یہ سفر نامے ایک مستقل تہذیبی ادارے کی صورت اختیار کیے ہوئے ہیں جس میں ہمارا سابقہ اپنی روایات، تاریخ و تمدن اور مشرقی معتقدات سے پڑتا ہے۔انہوں نے فراموش شدہ ثقافتی ورثے کی دریافت نو کرتے ہوئے سفر نامے میں اسے امر کر دیا ہے۔ علاوہ ازیں انہوں نے سفر ناموں کو بہترین پیرایہ میں بیان کرکے اس کے پس پردہ تہذیبی قدروں کا مطالعہ کیا اور فنِ سفر نامہ کو نئے زاویوں سے دیکھنے کا انداز متعارف کروایا جس میں تاریخی حقائق، تحقیقی نظر، تخلیقی سوچ، سائنسی رجحان، مثبت تنقیدی نقطہ نظر اور استدلالی طریقہ کار اپنے حسین امتزاج کے ساتھ موجود ہے۔چین کے سفر کے دوران وہاں کی تہذیب کا بھی گہرا مطالعہ کیا اس حوالے سے لکھتے ہیں کہ:

"چینی تہذیب مصری تہذیب کی طرح قدامت رکھتی ہے البتہ دیگر تہذیبیں زوال کا شکار ہوئیں جب کہ چین کی موجودہ قوت نے اس تاریخی تہذیب کو گرنے نہیں دیا۔" (5)

ڈاکٹر فصیح الدین اشرف نے اپنے سفر ناموں میں معروضی شواہدات کو نہایت باریک بینی و خوبصورتی سے پیش کیا ہے۔ کسی بھی تہذیب کا مطالعہ کرتے ہوئے سب سے پہلے اس تہذیب کے معروضی شواہدات و حالات کا تجزیہ کیا جاتا ہے ۔ جس سے یہ پتا چلتا ہے کہ اس تہذیب کی بنیاد کن معروضی شواہدات و حالات کی بنا پر وجود میں آئی ہے۔ معروضی شواہدات و حالات میں سب سے پہلے طبعی حالات کا مطالعہ کیا جاتا ہے جو کسی بھی تہذیب کے بننے میں بنیادی اہمیت کے حامل ہوتے ہیں ۔طبعی حالات کے بعد اس خطے کے آلات و اوزار کا مطالعہ کیا جاتا ہے ۔ آخر میں ان سماجی اقدار کا مطالعہ کیا جاتا ہے جو طبعی حالات کی بدولت کسی تہذیب کی پہچان بنتی ہیں ۔ انسانی تہذیب کے ارتقا اور ترقی میں بنیادی کردار طبعی حالات و جغرافیہ کے مظاہر کا ہے۔ اس ضمن میں سبط حسن لکھتے ہیں:

"تہذیب کی تشکیل و تعمیر میں طبعی حالات کو بڑا دخل ہوتا ہے ۔یعنی ہر تہذیب کا اپنا ایک مخصوص جغرافیہ ہوتا ہے اس کے دریا اور پہاڑ ، جنگل اور میدان ، پھل پھول اور سبزیاں ، چرند پرند۔ آب و ہوا اور موسم یعنی اس کا خارجی ماحول اس کے طرزِ عمل ، ذریعہ معاش، رہن سہن ، خوراک و پوشاک ، مزاج و مذاق ،اخلاق و عادات ، جذبات و احساسات غرض کہ اس علاقے کے انسانوں کی زندگی کے ہر پہلو پر گہرا اثر ڈالتا ہے۔یہی وجہ ہے کہ ریگستانی علاقوں کی تہذیب قطب شمالی کے برف پوش میدانوں کی تہذیب سے مختلف ہوتی ہے۔"(6)

ڈاکٹر فصیح الدین اشرف کا سفر نامہ " ذوقِ پرواز "ان تمام شواہد پر پورا اترتا ہے چاہے وہ مشرقی تہذیب ہو یا مغربی تہذیب وہ تمام پہلوؤں کو نہایت خوبصورتی سے بیان کرتے ہیں ۔ان کے سفر نامہ میں مشرقی ومغربی تہذیب کے مختلف تجزیات پائے جاتے۔اپنے مصر اور ناروے کے سفر کے دوران وہاں کی تہذیب وثقافت کا تذکرہ یوں کرتے ہیں:

"ان کا تعلق ایک بہت بڑی بڑی تہذیب سے رہا ہے انہی فراعین مصر کے ہاتھوں اور ان کے اہرام اور قدیم آثار کی وجہ سے آج بھی مصر سالانہ لاکھوں کروڑوں ڈالر کما رہا ہے۔طوتخ آمون کے ہیرے جواہرات اور سنہرے تخت (کرسیاں)اور چارپائیاں سب سے زیادہ تھیں۔" (7)

اسی طرح مصر کے لوگوں کے حوالے سے وہ لکھتے ہیں:

"مصر کے لوگ امن پسند، تاریخ پسند، ثقافت پسند اور روشن خیال ہیں"(8)

"ناروے کے لوگ بہت منکسر المزاج، محنت کش اور غریب پرور ہیں۔دنیا میں جاپانی کی طرح ہر دکھ سکھ میں انسانیت کی مدد کرتے ہیں۔انتہائی سادہ لباس اور بہت ہی ہنسی مذاق ومزاج کے لوگ واقع ہوئے ہیں۔"(9)

فصیح الدین اشرف سویڈن کی تہذیب وثقافت کے مختلف رنگوں کو یوں بیان کرتے ہیں :

"کتنا عجیب ملک ہے کہ پولٹری کی صنعت میں دودھ، پنیر، پیسٹری، مکھن، گھی، گوشت،انڈے، مرغی پر ان کا انحصار ہے۔یعنی زیادہ تر آمدن انہی چیزوں سے ہے۔ ٹیکنالوجی بھی ہے مگر اس قدر ملنسار، خاک طبع اور فخر وغرور سے پاک طنیت قوم آپ کم ہی دیکھ سکیں گے۔" (10)

فصیح الدین اشرف نے چین کے سفر کے دوران وہاں کی تہذیب وثقافت کے کئی نادر نمونے دیکھے اور ان کی عکاسی اپنے سفر نامہ میں بھی نہایت خوبصورتی سے کی ہے:

"یہاں ایک جگہ پتھروں پر اس دور کی تحریریں مقامی مصور اور خطاط ایک مقامی تیار شدہ کاغذ پر ہو بہو نقل کرتے رہتے ہیں۔ان تصاویر کو دیکھنے سے اندازہ ہوتا ہے کہ اس دور میں بادشاہ اپنی تصویریں اور ہدایات پتھروں پر کندہ کرتے تھے تاکہ یادگار رہے مگر آج ہمیں اس سے ان کے اندازِ حکمرانی اور تہذیب وتمدن کا اندازہ بھی ہوتا ہے۔"(11)

فصیح الدین اشرف نے اپنے سفر نامے میں مختلف اقوام کی تہذیب وتمدن کے آثارات کو محفوظ رکھنے کے حوالے سے بھی نشاندہی کی ہے کیونکہ تہذیبی و ثقافتی سرگرمیاں کسی بھی معاشرے و ملک کی ترقی میں اہم کردار ادا کرتی ہیں:

" 1938ء میں دنیا کے دروازے پر ایک اور جنگ ضرور دستک دے رہی تھی مگر تہذیب وتمدن کے نقوش محفوظ رکھنے کا بھی لوگوں کو خیال ضرور تھا۔ہندوستان پر برطانوی راج 1857ء کی جنگ کے بعد سے مکمل ہوا مگر 1947ء تک انگریزوں نے بے تحاشا ادارے ہمیں دے دیئے۔انگریزوں نے بہت کچھ کیا ہوگا مگر تہذیب و تمدن اور علوم وفنون کے آثار نہیں مٹائے اور نہ ہی مغل حکمرانوں کی یادگار کو توڑا۔"(12)

سماجی اقدار میں رسم ورواج ایسی قدریں ہیں جو صدیوں کے مشاہدات اور تجربات کا تہذیبی مظہر ہیں۔کسی بھی قوم یا خطے کے لوگوں کے رسم ورواج اس قوم یا خطے کی پہچان ہوتے ہیں۔دنیا کی تمام تہذیبوں کے مختلف رسم ورواج ہوتے ہیں جن سے کسی بھی قوم کی تہذیب وثقافت کی شناخت ہوتی ہے۔رسم ورواج کی تعریف کرتے ہوئے مشہور مؤرخ ول ڈیورانٹ اپنی تصنیف "انسانی تہذیب کا ارتقا" میں لکھتے ہیں:

"رسومات انسانی برتاؤ کی وہ شکلیں ہیں جنہیں لوگوں نے مناسب خیال کیا۔رواج،وہ رسومات ہیں جنہیں آئندہ آنے والی نسلوں نے آزمائشوں،غلطیوں اور قطع وبرید کے بعد قدرتی طور پر منتخب کر کے قبول کیا۔"(13)

ڈاکٹر فصیح الدین اشرف نے اپنے سفر نامہ " ذوقِ پرواز "میں مختلف ممالک واقوام کی تہذیبوں اور ثقافتوں اور وہاں کی رسوم ورواج کا نہایت عمدگی سے پاکستانی تہذیب وثقافت سے موازنہ بھی پیش کیا ہے:

"سنگاپور کو 1959ء میں برطانوی تسلط سے آزادی ملی مگر ایسا قطعاً محسوس نہیں ہوتا کہ یہ ہم سے بعد میں آزاد ہوئے ہیں۔ترقی اور خوشحالی،تعلیمی اور سماجی میدان میں ہمارا ان کا بُعد بہت زیادہ ہے۔اس کا تعلق ہماری اور ان کی آزادی کی تاریخ سے ہرگز نہیں ہے بلکہ اس کا تعلق ہمارے اور ان کے درمیان معاشرے کی ساخت وپرداخت سے ہے۔" (14)

اسی طرح نیپال اور پاکستان کے مسائل وثقافت کے حوالے سے کہتے ہیں:

"نیپال بھی ہماری طرح کئی مسائل کا شکار ہے۔اندرونِ ملک غربت،بیروزگاری اور ماحولیاتی آلودگی جیسے مسائل کا بھی ان کو سامنا ہے۔البتہ غربت کے ہاتھوں پاگل ہو کر ہماری طرح جرائم کا شکار نہیں ہیں۔ان کی قوت برداشت اور صبر وحوصلہ ہم سے کہیں زیادہ ہے۔"(15)

ڈاکٹر فصیح الدین اشرف جاپانی قوم سے موازنہ کرتے ہوئے سفر نامہ "جاپان اولین بیرونِ ملک سفر کی کہانی" میں لکھتے ہیں

"جاپانی قوم مسلسل محنت پر یقین رکھتی ہے اور کوئی بات سمجھ میں نہ آئے تو معذرت کر دیتے ہیں۔ہماری طرح نہیں کہ علم ہو یا نہ ہو مسلسل دانشوری کا اور وہ بھی ماشاء اللہ ہر میدان ہر شعبے میں رعب ڈالتے رہتے ہیں۔"(16)

ڈاکٹر فصیح الدین اشرف اُردن کے سفر کے دوران جب وادیٔ شعیب علیہ السلام پہنچے تو وہاں کی روح پرور فضاؤں اور وہاں کی تہذیبی وثقافتی اقدار کا نہ صرف خوبصورتی سے تجزیہ کیا بلکہ وادیٔ سوات کو بھی ان لمحات میں یوں یاد کیا:

"ہم نے وادیٔ شعیب کے علاقے میں گندم کی روٹی کھائی اور لسی خریدی۔اور ہم اکثر راستے پر خشک روٹی اور لسّی کا مزہ لیتے تھے۔وادیٔ شعیب ایک زرخیز علاقہ ہے جس میں لوکاٹ،خوبانی انگور،انار،لیموں،مالٹا،زیتون،آلو بخارا،بادام اور انجیر جیسے پھل پیدا ہوتے ہیں۔وادیٔ سوات کی طرح کا صحت بخش اور روح پرور مناظر سے بھرپور اس وادی میں میں اس سوچ میں گم تھا کہ یہاں پر حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اپنی تربیت کے دوران میں مال مویشی چرائے تھے۔"(17)

ڈاکٹر فصیح الدین اشرف نے اپنے سفر نامہ میں پاکستان اور دیگر ممالک کی آب وہوا اور موسموں کے ردوبدل کا تذکرہ بھی کیا ہے۔کینیا کے سفر کے دوران وہاں کے موسم اور آب وہوا کو محسوس کرتے ہوئے پاکستانی آب وہوا کو یوں بیان کیا:

"موسم میں کافی خنکی تھی۔ بادل چھائے ہوئے تھے۔ جس وقت پاکستان میں لوگ چلچلاتی دھوپ سے جھلس رہے ہوں گے یعنی 27 جون کو ہم یہاں کینیا میں آج کے دن ٹھنڈ سے کانپ رہے تھے۔ ویسے کینیا میں موسم زیادہ تر ایسا ہی رہتا ہے۔ ہمارے موسمِ بہار جیسا کہ دھوپ نکلی تو تمازت محسوس ہو اور چھاؤں میں جائیں تو خنکی کا احساس ہو۔"(18)

ڈاکٹر فصیح الدین اشرف نے چین کے سفر کے دوران مختلف مذہبی و تاریخی مقامات کو دیکھنے کے لیے سفر کیا تو وہاں کی تہذیب و ثقافت اور مختلف مذہبی، سماجی اقدار کا بڑی باریک بینی سے مطالعہ کیا اس حوالے سے ایک جگہ لکھتے ہیں:

"راستے میں درجنوں چھوٹے موٹے دکاندار مختلف تبرکات فروخت کرتے نظر آئیں گے بالکل داتا بخش گنج دربار کے سامنے کا منظر ہے البتہ ہماری طرح کا شور شرابہ اور دیگیں کڑکانے کا سلسلہ یہاں نہیں ہے۔ ہاتھ اور گلے میں لٹکانے والے تسبیح نما ہار، ہاتھ کے چھوٹے سے کاغذی پنکھے جس پر وانگ زو کی تصویریں یا فرامیں ہوں اور چھوٹی موٹی چیزیں جو یار احباب کے لیے آپ بطور تحفہ لے جاسکتے ہیں یہاں بکثرت موجود ہوتی ہیں۔"(19)

اسی طرح وہ صوفیائے کرام سے عقیدت و احترام اور ان کی تعلیمات کے حوالے سے لکھتے ہیں:

"چینی عوام کنفیوشس کی تعلیمات اور آثار پر زور دیتے ہیں بہ نسبت اس کے کہ اس کے مزار پر مراقبے کرتے رہیں۔ ہمارے مروجہ اور غیر اسلامی تصوف کی قبر پرستی چین میں نہیں ہے۔ داتا گنج بخش کے دربار کے باہر مٹھائیاں اور دیگیں بانٹنے اور ان کی قبر پر پھولوں کے چادر چڑھانے پر تو زور دیا جاتا ہے مگر داتا صاحب کے اقوالِ زریں کسی جگہ آپ کو لاہور میں نمایاں لکھے نظر نہیں آئیں گے جیسا کہ کنفیوشس کی تعلیمات ہر جگہ لکھی ہوتی ہیں۔ عملی محبت اور نری عقیدت میں یہی فرق ہوتا ہے۔"(20)

اقبال حسین افکار روزنامہ 51 نیوز میں شائع ہونے والے اپنے مضمون میں لکھتے ہیں کہ:

اور خوبروں حسناؤں کے "ڈاکٹر صاحب مختلف ممالک میں منعقدہ سیمیناروں اور کانفرنسوں شرکت کرنے کے لیے گئے ہیں تو وہاں کی بلڈنگوں کے جاہ جلال حکمرانوں قصوں کو بیان کرنے سے نہ اپنے وقت کا ضیاع کیا ہے نہ اپنے پڑھنے والوں کا اس کے بجائے وہاں کی تہذیبی علمی ترقی کا موازنہ اپنے ملک و قوم کی زبوں حالی سے کیا ہے۔" (21)

ڈاکٹر فصیح الدین نے دنیا کے جتنے بھی ممالک کا سفر کیا وہاں کی تہذیب و ثقافت، تاریخیت، سیاست اور سماجی و معاشی اقدار کو نہ صرف پرکھا بلکہ اپنے سفر ناموں میں ان کی پوری تفصیلات بھی بیان کیا ہیں۔ انہوں نے ہر قوم کے بنیادی نظریات اور افکار ان کے مخصوص طرز زندگی، مختلف عادات و اطوار اور رہن سہن کے طریقوں کا کھوج لگا کر اپنے سفر ناموں کی زینت بنایا ہے۔ وہ ایک انقلابی ادیب ہیں وہ اصلاحِ وطن، سماج اور سیاست میں تبدیلی کے خواہاں ہیں۔ اسلامی تاریخ، تہذیب و ثقافت، مذہبی اقدار، سیاسی شعور، سماجی درد مندی، انقلابی، سامراجیت و استعماریت، افادیت کا رنگ، اور جذبہء حب الوطنی جیسے موضوعات ان کے سفر ناموں کی نمایاں خصوصیات ہیں۔ ڈاکٹر فصیح الدین کے ان سفر ناموں میں شامل موضوعات اور واقعات میں بو قلمونی ہے کوئی قصہ مختصر ہے تو کوئی طویل، کہیں انقلابی منظر نامہ ہے تو کہیں حقیقت کی رنگ آمیزی ہے، کہیں ظرافت کا رنگ تو کہیں اسلامی نقطہ نظر، تہذیبی و ثقافتی اقدار اور تاریخیت موجود ہے۔

حوالہ جات

1۔ول ڈیورانٹ،مترجم تنویر جہاں"انسانی تاریخ کا ارتقا "لاہور : فکشن ہاؤس،1993ء،ص3

2۔سبط حسن"پاکستان میں تہذیب کا ارتقا"ایضاً، کراچی: مکتبۂ دانیال،1984ص13

3۔جمیل جالبی، ڈاکٹر" پاکستانی کلچر"اسلام آباد: نیشنل بک فاؤنڈیشن،1985ء،ص42

4۔سبط حسن"پاکستان میں تہذیب کا ارتقا"کراچی: مکتبہ دانیال،1989ء، ص13

5۔ فصیح الدین اشرف،ڈاکٹر،ذوقِ پرواز،لاہور: ملت پبلی کیشنز،2024،ص304

6۔سبط حسن "پاکستان میں تہذیب کا ارتقاء"ایضا ً،ص25

7۔ فصیح الدین اشرف،ڈاکٹر،ذوقِ پرواایضا ً،ص354

8ایضا ً،ص 364

9ایضا ً،ص129

10ایضا ً،ص144

11ایضا ً،ص309

12ایضا ً،ص110

13۔ول ڈیورانٹ " انسانی تہذیب کا ارتقا"مترجم: تنویر جہاں ، لاہور: فکشن ہاوس،1993،ص58

14۔ فصیح الدین اشرف،ڈاکٹر،ذوقِ پرواز،ایضا،ص 206

15ایضا ً،ص286

16ایضا ً،ص27

17ایضا ً،ص371

18ایضا ً،ص 231

19ایضا ً،ص307

20ایضا ً،ص308

21۔اقبال حسین افکار،ذوقِ پرواز۔۔۔خامہ بہ جوش کا سفر نامہ(2005تا2019)،51نیوز،ادارتی صفحہ،25اپریل،2025